www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی واربرٹن

سورۃ بقرۃ

(قسط ۱۶)

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ

پھر آدم نے اپنے رب سے (معذرت کے چند) کلمے سیکھ لیے اور خدا نے ان کی توبہ (معذرت) قبول

لہ فتلقّٰی (پھر ملا۔ منہ پھر اس سے سیکھ لیا) الفاظ دعا اور ان کے طرز ادا کے ربانی الہام اور القا کو سیکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے — اس انداز سے خدا کی اپنے بندے سے دلچسپی کے معنی ہیں کہ خدا کو آدم کی اس لغزش پہ غصہ نہیں آیا، ترس آیا ہے، کیونکہ ان کی یہ لغزش خدا سے غفلت کا نتیجہ نہیں تھی بلکہ رب کے حضور میں سدا حاضر رہنے کی تڑپ کا نتیجہ تھی۔ ہاں گو یہ ایک لغزش تھی تاہم ہزار نیک نیتی کے باوجود اس کے جو قدرتی مادی نتائج تھے، وہ بہرحال ظاہر ہو کر رہے۔ جیسے سہواً مکان کی بلندی سے پھسل کر نیچے گرنے کے ہو سکتے ہیں، ویسے ہی یہاں بھی ہوئے، سہواً جو لغزش ہوتی ہے وہ گناہ کے الزام سے توبری ہوتی ہے لیکن اس سلسلے کے جو قدرتی مادی نتائج ہوتے ہیں ان سے تحفظ کی کوئی گارنٹی اسے حاصل نہیں ہوتی۔

الہامی تلقین اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کا نتیجہ ہوتی ہے جس سے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بندے کی دعا جلد سے جلد اجابت سے ہمکنار ہو جائے، کیونکہ خدا کے ہاں قبولیتِ دعا کے کچھ خاص آداب اور اسرار و رموز ہیں، ظاہر ہے حتمی طور پر ان کی نشاندہی وہ ذاتِ کریم خود ہی کر سکتی ہے یا اس کا فرستادہ، دوسروں کی باتیں تُکّے والی باتیں ہوتی ہیں، اس لیے ماثور دعاؤں کو اپنانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ جو لوگ اپنی مانگتے ہیں یا ماثورہ دعاؤں میں خود ساختہ الفاظ کے ٹانکے لگاتے ہیں وہ نشانے پر بیٹھنے والے یقینی تیر نہیں کہلاتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱؎ کلمت (کلمے، بول) انگلش یہ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کا ادراک دو حاسوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو سکے، مثلاً کلام کا ادراک قوتِ سامعہ سے اور الکلم (زخم) کا ادراک قوت باصرہ سے۔ عربی میں کلام کا اطلاق منظم اور مرتب الفاظ اور ان کے معانی کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً امانت (۲۳-۲۰)، فیض، حضرت علیٰ، کلمۂ توحید، بشارت (۲-۳۹) قضیہ (۶-۱۱۵) معجزہ ۱۰-۳۳) میعاد (۲۰-۱۲۹) حکم ازلی (۴۲-۱۴) مسلمہ دلائل (۸-۷) پیش گوئی (۸۳-۵) (مفردات القرآن للراغب ملخصاً) یہاں پر اس سے مراد "مخصوص دعا" ہے جس کو سورۂ اعراف میں ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پ اعراف ع)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم بالکل برباد ہو جائیں گے۔

تفاسیر میں کچھ اور کلمات بھی منقول ہیں جن کے ساتھ عجیب قسم کی حکایات بھی بیان کی گئی ہیں مثلاً اللھم اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی (تفسیر عزیزی وغیرہ بروایت ابن المنذر) لیکن عموماً یہ غیر تسلی بخش روایات ہیں۔ اکثر کے راوی کمزور ہیں، کچھ کا تعلق اسرائیلیات سے ہے اور کچھ موضوعات میں سے ہیں، بہر حال قرآن حکیم نے ان کی دعا کے جو کلمات بیان فرمائے ہیں، ہمارے نزدیک صرف وہی صحیح ہیں، ان سے ان کی بے چینیوں اور تڑپوں کا بھی خوب اندازہ ہوتا ہے اور الفاظ میں جو جامعیت اور گہرائی ہے وہ بھی حق تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعا کے شایان شان محسوس ہوتی ہے، دوسروں میں یہ سب باتیں یکجا نہیں ملتیں۔

۲؎ فَتَابَ عَلَیْهِ (تو اس کی توبہ اور معذرت قبول کرلی) معصیت کا مرتکب گویا کہ حق تعالیٰ سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، اور توبہ کی صورت میں گویا وہ احساس ندامت کے ساتھ سر جھکائے، اپنے رب کی طرف رُخ کیے اور اس کے حضور حاضر ہو کر الحاح و زاری کے ساتھ اس سے معافی مانگتا ہے یوں سمجھیے کہ توبہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ تجدیدِ تعلق کی ایک سنجیدہ کوشش اور تہیا کا نام ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ: تجدید تعلق کے بعد، رب کی طرف انسان کی لپک دو آتشہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ کچھ عرصہ بچھڑے رہنے کے بعد دوست جب اپنے دوست سے ملتا ہے تو وہ پیاس اور وصال میں ایک خاص کیف اور لطف محسوس کرتا ہے۔ اس لیے جہاں گناہ ایک گھناؤنا جرم ہے، وہاں معنی خیز احساس گناہ بھی ایک نیکی بن جاتا ہے اور تعلق باللہ کی استواری کی یہ ایک نشانی بھی، اگر گناہ پر احساس اور ذوق کی یوں ارزانی ہو جائے تو سمجھ لیجیے کہ یہ گناہ، گناہ نہیں رہا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ایک ایسی مغتنم افتاد بن گئی ہے، جس سے شیطان کی جان پر بن جاتی ہے۔ ملاء اعلیٰ سے روحانی مناسبت کی تجدید ہو جاتی ہے اور قربِ الٰہی کی قدر و قیمت کا ذوق بڑھ جاتا ہے۔

جب تک جبیں پہ خاک ترے آستاں کی تھی
میری فتادگی پہ نظر دو جہاں کی تھی

سانس کا تارِ حیات ٹوٹنے تک خدا کی طرف سے "ہر چہ ہستی باز آ" کی صدائے بندہ نواز کا سلسلہ خطا کار بندوں کو تھامنے کی ایک تدبیر اور مایوس کن حد تک دور جانے سے بچانے کی ایک قرآنی حکمت عملی ہے۔ ھَلْ مِن مُّدَّکِر۔

قرآن اور توبہ قرآنِ حکیم نے بعض پہلوؤں میں توبہ کے مفہوم میں "مغفرت، استغفار، اور انابت کا بھی ذکر کیا ہے۔ کتاب و سنت کے مجموعی مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ توبہ میں بالخصوص معصیت کا پہلو متعین ہوتا ہے (پوری زندگی کا تصور رہو تو بھی تعیین کی صورت نکل آتی ہے) بخلاف دوسرے الفاظ کے کہ ان میں تعیین ضروری نہیں ہے۔ تقصیر کے خوف سے بھی استغفار ہوتا ہے (مثلاً)

معناہ انھم یلتمسون من قبلہ الغفران فیما یخافون من تقصیرھم فیما یاتون و یذرون (تفسیر کبیر ص۳۶۶/۲ - العمران ع۱۲)

اس کے علاوہ: استغفار تو کوئی بھی کسی کے لیے کر سکتا ہے مگر توبہ کوئی کسی کے لیے نہیں کر سکتا، خود کرنا پڑتی ہے۔ یہی کیفیت انابت کی ہے۔ بہرحال انابت اور استغفار کا ذکر اپنے مقام پر آ گیا ہے۔

وہ خود بہانہ چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندہ اس کی طرف کرے اور وہ ان کی خطاؤں کو معاف کر کے ان کی توبہ قبول فرمائے۔ وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ (پ۵ - النساء ع۵)

توبہ ان کی جو اس کو مانتے ہیں۔ حق تعالیٰ توبہ ان کی قبول کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (پ۲۲ - سبا ع۹)

حضور! غلطی ہو گئی۔ بس آپ دل سے خدا کے حضور حاضر ہو کر اتنا سا کہہ دیں! حضور! غلطی ہوئی! معاف کر دیجیے۔ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ (پ۱۱ - التوبۃ ع۱۳)

غلطیاں معاف کرنا اس کا کام ہے۔ اس کا کام ہی یہ ہے کہ غلط کاروں کی غلطیاں معاف کرے، جو حق تعالیٰ کی اس "خوئے درگزر" سے بے خبر ہیں وہ بہت بھول میں ہیں۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (ایضاً) وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ (پ ۲۵ - الشوریٰ ع ۳)

وہ ذاتِ کبریا یہ جانتی ہے کہ کیا کیا تم سے سرزد ہوا ہے مگر وہ یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ کیا تمہیں بھی اپنی اس ناکردنی کا احساس ہے یا نہیں؟

وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (پ ۲۵ - الشوریٰ ع ۳)

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ ۵ - النساء ع ۱۶)

توبہ صرف قبول ہی نہیں کرتا، مزید نوازتا بھی ہے:

وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (پ ۲۵ - الشوریٰ ع ۳)

حق تعالیٰ ہاتھ پھیلائے اپنے گنہگار بندے کے انتظار میں رہتے ہیں کہ رات کا بھولا ہوا دن کو اور دن کا بھولا ہوا رات کو واپس آجائے۔

ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیء النہار ویبسط یدہ بالنہار لیتوب مسیء اللیل (رواہ مسلم)

تاکہ آپ کو اس کی لت پڑ جائے۔ اس کے کرم کی انتہا دیکھیے کہ ان کی توبہ قبول فرما کر ان کو یہ بھی سمجھانا ہے کہ: غلطی کے سرزد ہو جانے پر حق تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کر دیتا بلکہ اب بھی کھلے رکھتا ہے، ہرچہ ہستی باز آ!

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا (پ ۱۱ - التوبۃ ع ۱۴)

شرط یہ ہے۔ بشرطیکہ وہ بھی یہ سمجھتے ہوں کہ: اس کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ (ایضاً)

اور وہ اصلاحِ حال کی کوشش بھی شروع کر دیں:

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ (پ ۶ - المائدہ ع ۶)

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ (پ ۲ - بقرہ ع ۱۹)

اب بھی غلطی اور خطا ممکن ہے لیکن توبہ کے وقت کے لیے اس کی گنجائش نہ چھوڑے، اس کے باوجود اگر بشری کمزوری کی بنا پر گناہ سرزد ہو جائے تو پھر بھی توبہ کی جا سکتی ہے اور اس قبولیت کے یہ معنی نہیں کہ خدا کو اس پر غیرت نہیں آتی بلکہ یہ اس کے فضل و کرم کا تقاضا ہے کہ خطا کار بندے نے اگر اپنی غلطی کا احساس کر لیا ہے تو جانے دو۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ۷ الانعام ع
پ۱۴۔ النحل ع۱۵)

اور راہِ راست پر چلنے کی سعی کی:۔
وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (پ۱۶۔ طٰہٰ ع۴)

ان کی توبہ یوں قبول کی جاتی ہے کہ ہر غلطی بھی نیکی بن جاتی ہے اور یہ ساری کرامت احساسِ ندامت کی ہے، کیونکہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا مگر ان کے احساسات یہ ہیں کہ اگر بس چلے تو پھر اس بدی کے بجائے نیکی ہی کریں، اس لیے وہ ذاتِ کریم ان کے احساسات کو عمل تصور کر لیتی ہے۔
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (پ۱۹۔ الفرقان ع۶)

اس انداز کی توبہ ہی خدا کے نزدیک توبہ ہے یعنی توبہ کے ساتھ اصلاحِ حال کے لیے اصلاح و کوشش

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا (پ۱۹۔ الفرقان ع۶)

توبۃً نصوحًا۔ قرآن کی زبان میں ایسی توبہ، توبۃ النصوح کہلاتی ہے: اس لیے فرمایا کہ توبہ کرو تو ایسی کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (پ۲۸۔ التحریم ع۲)

اللہ کے فرشتے بھی ایسے توبہ کرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو توبہ کے اتباعِ وحی کا التزام کرتے ہیں۔

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (پ۲۴۔ المومن ع۱)

نجات انہی لوگوں کا مقدر ہے۔

فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ (پ۲۰۔ القصص ع۷)

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۱۸۔ النور ع۴)

یہی لوگ بہشت میں جائیں گے۔

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا (پ۱۶۔ مریم ع۴)

شرط یہ ہے کہ گناہ کے بعد فوراً تڑپ کر اللہ کے حضور توبہ کریں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ (پ۵۔ النساء ع۹)

اصل توبہ یہی ہے کہ، نادانی سے غلطی سرزد ہوتی ہی، اپنی غلطی کا احساس کریں۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (پ ۴ - النساء ع ۳)

اب توبہ قبول نہیں۔ موت سر پہ آجائے یا توبہ کے ساتھ کفر و شرک کا سلسلہ بھی قائم رہے تو اب ان کی توبہ قبول نہیں ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ (ایضاً)

یہ سراپا قوت وطاقت ہے۔ توبہ دل شکنی، ناتوانی اور احساسِ کمتری کی صورت نہیں بلکہ سامان جمعیت اور قوت کا سرچشمہ بھی ہے کیونکہ اب مرکزِ توجہ ایک ذات ہو گئی ہے۔

يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ (پ ۱۲ - ھود ع)

شرط یہ ہے کہ توبہ کے بعد پھر انحراف کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ (ایضاً)

اس کے علاوہ زندگی کے باقی سارے دنیوی مکارمِ حیات سے بھی وہ تمہیں سرفراز کر دے گا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (پ ۲۹ - نوح ع ۱)

بہترین سامانِ زیست۔ بہتر زندگی اور بہتر سامانِ زیست، انسان کی معراجِ تمنا ہے۔ قرآن کہتا ہے رب کے حضور سچی توبہ تم کر دو اور سبھی کچھ لو۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (پ ۱۲ - ھود ع ۱)

کفارہ بھی توبہ ہے۔ توبہ صرف زبانی کلامی بات نہیں بلکہ عمل کی ضمانت بھی دینا پڑتی ہے، اس لیے توبہ کے ذکر کے بعد اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى بھی آیا ہے، چنانچہ خونِ ناحق کا کفارہ "خوں بہا ادا کرنا، غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے روزے رکھنا بھی "توبہ" قرار دیا گیا ہے۔

فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ (پ ۵ - النساء ع ۱۳)

نشۂ دولت کے بدمستوں کے لیے توبہ بہتر ہے۔ جو لوگ نشۂ دولت میں بدمست ہیں اور اسلام اور اہلِ اسلام پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں، ان کے متعلق فرمایا: ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ۔

(پ۔ توبہ غ)

مشرک توبہ کیوں نہیں کرتے۔ جن لوگوں نے تین خدا بنا لیے ہیں جیسے عیسائی: وہ بڑا جرم کرتے ہیں، انھیں بھی توبہ کرنا چاہیے تھی۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ (پ۔ مائدہ ع)

افسوس، توبہ نہیں کرتے۔ اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے مصیبتیں دیکھتے ہیں مگر توبہ کی توفیق نہیں پاتے اور نہ ہی کوئی نصیحت پکڑتے ہیں، کتنے افسوس کی بات ہے۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (پ۱۱۔ توبہ ع)

خدا کے نزدیک بندوں کی یہ صورتِ حال ان کی قساوتِ قلبی کی نشانی ہے، جس کے بعد آسمانوں میں ان کی مکمل تباہی کے احکام جاری کر دیے جاتے ہیں۔

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (پ۔ الانعام ع)

تو ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ (ہمارے حضور میں) گڑگڑائیں۔ تو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تھا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے مگر (اصل بات یہ ہے کہ) ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور جو اعمال کیا کرتے تھے، شیطان نے وہ ان کو آراستہ کر دکھائے تھے، جب وہ ان تمام باتوں کو بھول بسر بیٹھے تو ہم نے بھی ان پر ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں کی وجہ سے اترانے لگے تو ہم نے یکایک ان کو دھر لیا اور وہ بے آس (رہتے بکتے) ہو کر رہ گئے۔

جو توبہ نہیں کرتے۔ جو لوگ توبہ نہیں کرتے وہ دراصل اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (پ۲۶۔ الحجرات ع)

کیونکہ اگر وہ راہِ راست اختیار نہیں کریں گے تو منزل سے دور بھی وہی رہیں گے، دوسرے کا کیا بگڑے گا۔

توبہ اور احادیث۔ توبہ اپنے خلاف بکنے یا اپنے کو احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب سے بچھڑنے کے احساس کے بعد اس کے قرب و وصال کے لیے تڑپنے اور منتوں سے اس کو منانے کو توبہ کہتے ہیں اور ایک لحاظ سے تو یہ ایک "سنت پیغمبرؐ" بھی ہے اس لیے ارشاد ہے کہ : لوگو! رب کے حضور میں توبہ کرو! خود میں (بھی) دن بھر میں سو بار توبہ کرتا ہوں ۔ گویا کہ رجوع الی اللہ کا نام بھی توبہ ہے ۔

یَاَیُّهَا النَّاسُ! توبوا الی اللہ فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة (رواہ مسلم عن الاغر المزنیؓ وفی الادب عن ابن عمرؓ وفی البخاری عن ابی ھریرة : وا توب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة)

اظہارِ ندامت پر اللہ تعالیٰ اسے مزید کوستے نہیں بلکہ اسے خصوصی توجہ سے نوازتے اور اس پر ناز کرتے ہیں ۔

ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیه (رواہ البخاری عن عائشة) للہ اشد فرحا بتوبة عبدہٖ حین یتوب الیه من احدکم الحدیث (رواہ مسلم عن انس) ؎

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

ہر انسان خطا کار ہے، مگر ان میں بہتر وہ ہیں جو بار بار توبہ کرتے ہیں ۔

کل بنی ادم خطاء و خیر الخطائین التوابین (رواہ عن انس، الترمذی)

اللہ تعالیٰ کو ایسے گنہگار پیارے لگتے ہیں جو خطا پر چونک پڑتے ہیں اور رب سے معافیاں مانگتے ہیں ۔

ان اللہ یحب العبد المومن المفتّن التواب (مشکوٰۃ بحوالہ احمد)

دراصل توبہ میں یہ احساس اور رب سے یہ عہد ضروری ہے کہ : یہ گنہ پھر نہیں کروں گا ۔

التوبة من الذنب ان لا تعود الیه ابدا (جامع بحوالہ ابن مردویہ عن ابن مسعودؓ)

ایسی توبہ، توبۃ النصوح کہلاتی ہے : کیونکہ اس میں احساسِ ندامت کی روح کارفرما ہوتی ہے ۔

التوبة النصوح الندم علی الذنب حین یفرط منک فتستغفر اللہ تعالیٰ ثم لا تعود الیه ابدا (ایضا عن ابیّ ؓ)

یہ احساس اور رب سے جھینپ حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت کے لیے اپنے اندر بلا کی کشش رکھتی ہے اس لیے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم گنہ نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور گنہ گار لے آئیں گے جو گناہ کر کے توبہ کریں گے تاکہ وہ اسے بخشا کریں کیونکہ اس سے ان کی شانِ رحیمی اور بندہ نوازی کا اظہار ہوتا ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : والذی نفسی بیدہ لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولجاء بقوم یذنبون فیستغفرون اللّٰہ فیغفر لھم (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ)

اس کے یہ معنی نہیں کہ، خدا خود مجرموں کے انتظار میں ہے بلکہ مجرموں اور گنہ گاروں کو مایوسی اور قنوطیت سے نجات دلانا مقصود ہے کہ، گھبراؤ نہیں، اگر تم نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا ہے تو ہم آپ سے نفرت نہیں کرتے، آپ کی معذرت قبول کرتے ہیں۔ آئیے! جی بسم اللہ۔

اس کے علاوہ درد بھری پکار اور فریاد اپنے اندر بلا کی کشش رکھتی ہے، اور یہ دولت ایک گنہ گار کے دلِ شکستہ کے سوا اور کہیں نہیں ملتی ؎

ملام گوش بر دل رہ یہ ساز ہے ایسا   جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

اس لیے خدا کو ایسے گنہ گاروں کی تلاش رہتی ہے لیکن اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو روٹھے ہوئے دوست بچھڑ کر پھر آملنے کا کبھی تجربہ ہوا ہے۔

ننانوے کا قاتل، اب اپنے رب کو منانے کے لیے گھر سے اٹھ دوڑا ہے اور مایوسی کے عالم میں ایک اور بھی قتل کر ڈالا اور اسی تلاش توبہ میں راستہ میں موت نے آلیا تو حق تعالیٰ نے منزل کو قریب کر دیا تاکہ رحمت کے ملائکہ کے لیے بہانہ بن جائے۔

فاوحی اللّٰہ الی ھذہ ان تباعدی والی ھذہ ان تقاربی (جمیع الفوائد بحوالہ شیخین)

حق تعالیٰ اپنے گنہ گار بندے کے انتظار میں رہتا ہے، تاوقتیکہ وہ موت کے نرغے میں آجائے۔

ان اللّٰہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر (رواہ الترمذی عن ابن عمر)

یا یہ کہ، دنیائے دار العمل کی بساط الٹ جائے۔

من تاب قبل طلوع الشمس من مغربھا تاب اللّٰہ علیہ (مسلم عن ابی ھریرۃ)

گناہوں کا زنگ دل پر چڑھتا رہتا ہے، یہ تب ڈھلتا ہے، جب وہ توبہ کرتا ہے۔

ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ

(ترمذی وغیرہ عن ابی ھریرۃ)

جھوٹی توبہ۔ زبان سے توبہ توبہ کرے اور کام بھی وہی بُرے جاری رکھے، اس کو توبۃ الکذابین کہتے ہیں، اس لیے جو زبان سے "واتوب الیہ" کا ورد کرتے ہیں، امام طحاوی اور دوسرے حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ، "اتوب الیہ" کہنا مکروہ ہے۔ اور عند اللہ یہ توبہ، توبہ شمار نہیں ہوتی: امام ابن رجب فرماتے ہیں کہ یہی فیصلہ حق ہے:

وھذا حق فان التوبۃ لا تکون مع الاصرار (شرح اربعین) واختلف الناس فی جواز قولہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واتوب اليه تكرهه طائفة من السلف وهو قول اصحاب ابي حنيفة حكاه عنهم الطحاوي وقال الربيع بن خيثم، يكون قوله واتوب اليه كذبة وذنبا (شرح اربعين) قال بعض العارفين من لم يكن ثمرة استغفاره تصحيح توبته فهو كاذب في استغفاره (ايضاً)

حدود اللہ کا نفاذ قبول کرنا بھی توبہ ہے۔

لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لوسعتهم ...... فوالذي نفسي بيده لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكس لغفر له (رواه مسلم عن بريدة)

امام بلخیؒ نے عین العلم میں اس موضوع پر خصوصی روشنی ڈالی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

توبہ کا طریق کار۔ توبہ ایک لفظی شے نہیں ہے بلکہ یہ اپنے ساتھ کچھ تقاضے رکھتی ہے، جن کے بغیر توبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ کہ گناہ پر پشیمان ہو۔

۲۔ اس کی تلافی کی صورت ہو تو وہ کرے مثلاً اللہ کے سلسلے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی قضا یا کفارہ دے۔ اگر کسی بندے کا کچھ مارا ہے تو اسے واپس کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اسے صدقہ کردے، رفاہِ عامہ کے معاملات میں خرچ کرے یا عدالت کے حوالے کردے، اگر قصاص کی بات ہو تو بھی اس کے لیے اپنے کو پیش کرے، بدلے میں وہ خوں بہا لیں یا قتل کریں، بہرحال قبول کرے، اگر یہ ممکن نہ رہے تو پھر اتنی نیکیاں کرے کہ ان حق تلفیوں کی مکافات ہو سکے، اگر کسی کو گالیاں دیں یا گلہ کیا تو کمال عاجزی اور شفقت سے ان سے معاف کرائے اور معافی مانگے۔

۳۔ بدی کے بعد اب نیکی کی بھرمار کردے۔ گانے باجے کی بجائے اب اتنی مدت قرآن سنے، جتنا عرصہ جم کر معصیت کی ہے، اب اتنی مدت کے لیے اعتکاف کو شعار بنائے۔ شراب کے بدلے حلال مشروبات صدقہ کرے، گلہ کے عوض اس کا ذکرِ خیر کرے، لوٹ مار کے بدلے صدقہ خیرات کرے۔

۴۔ یہ عزم بھی کرے کہ یہ گناہ پھر نہیں کروں گا۔ اور

۵۔ پورے خلوص کے ساتھ کرے، ہاں اگر اس لیے توبہ کرتا ہے کہ اب وہ گناہ اس کے مقدور میں نہیں رہا تو یہ توبہ، توبہ نہیں رہے گی۔

۶۔ پھر نہا دھو کر تنہائی میں چار رکعت نفل پڑھے اور مٹی پر پیشانی رکھ کر ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ روئے، گڑگڑائے، اونچی آواز سے رب کو پکارے اور ایک ایک کرکے اپنے گناہ یاد کرے اور اس پر اپنے کو ملامت کرے، ہاتھ اٹھا کر رب کی حمد و ثنا کرے، درود شریف پڑھے، اپنی ذات، والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیں کرے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ:۔

پختہ عزم اور امید و بیم کے عالم میں توبہ کرے، مسجد میں جاکر دوگانہ پڑھے، ستر بار استغفار کرے، سبحان اللہ، الحمد للہ سو دفعہ کہے، اور ہر طرح صدقہ خیرات کرے اور ایک دن کا روزہ رکھے، امید قوی ہے کہ اللہ معاف کر دے گا۔

توبہ کے لیے آمادگی کے اسباب۔ اس درجہ کی توبہ کی توفیق حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:۔

۱۔ توبہ کے فضائل اور فوائد یاد کرے۔

۲۔ گناہ کی قباحتوں کا تصور کرے۔

۳۔ اس کی سخت سزا کا خیال دل میں لائے اور یہ سوچے کہ یہ ناتوان بندہ اس سزا کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ آخرت کے انعام و اکرام پر نگاہ رکھے۔

۵۔ بے وفا دنیا کی کم مائیگی کو سامنے لائے۔

۶۔ موت کے آنے کا تصور کرے کہ بس قریب ہے۔

۷۔ رب کی معرفت میں جو لذت ہے اس کو ذہن میں لائے۔

۸۔ جو مہلت ملی ہے اس کی گرفت کا خوف کرے۔

۹۔ اور استدراج سے ڈرے۔

۱۰۔ اور ان اسباب کو خیر باد کہے جو معصیت کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً دنیا کا غرور، اس سے محبت اور لمبی امیدیں۔

گناہ کی بھرمار، دلوں کی تاریکی کا موجب بنتی ہے، اس سے دل زنگ آلود اور مہر شدہ ہو جاتا ہے اور یہ لازوال مرض ہے (عین العلم ملخصاً للامام محمد بن عثمان للبلخی)

توبہ کرنے کے لیے پہلے دوگانہ اور کچھ وظیفے پڑھنا گو مفید بات ہے، تاہم ضروری نہیں ہے اگر خطا اور گناہ سرزد ہونے پر انسان پوری تڑپ، سچی ندامت اور اخلاص سے زبان، دو سچے تہلیل کے ساتھ رب کے حضور توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے تو وہ توبہ بھی توبہ ہوگی۔ عین العلم کے اہل دل مصنف نے توبہ کی جو شکل بتائی ہے، اگر وہ اختیار کر لی جائے تو وہ بھی نورٌ علیٰ نور والی بات ہوگی۔ ہاں دوگانہ اور تسبیح و تہلیل کے علاوہ دوسرے جن امور کا ذکر کیا ہے۔ وہ واقعی سچی توبہ کی جان ہیں۔

معصیت کی مضرت، اس سلسلے میں غفلت کی نوعیت اور اسباب سے امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی" میں جو بحث کی ہے، وہ نہایت ہی بصیرت افروز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم

کرلی، بیشک وہ بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ (جب) ہم نے حکم دیا کہ سب (کے سب) یہاں سے اتر جاؤ تو (سا تھ

ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی بندۂ خدا اس کا اردو ترجمہ شائع کرکے اسے عام کردے۔ اللہ تعالیٰ اسے اجر جزیل عنایت کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

؁ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (بڑا ہی درگزر کرنے والا مہربان ہے) اگر بندہ کی خوئے توبہ اس کے گناہوں پہ بھاری ہے تو بندہ کو بھی توّاب کہہ سکتے ہیں، رب کو تو اس لیے توّاب کہتے ہیں کہ معذرت قبول کرنے اور درگزر کرنے کی اس کی کوئی حد ہی نہیں ہے، اور پھر کمال مہر و محبت اور کرم کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خلعتِ نبوت" سے سرفراز کیا گیا (تفسیر کبیر للرازی)

؁ اِهْبِطُوا مِنْهَا (یہاں سے اتر جاؤ) اس سے آدم و حوّا اور ابلیس مراد ہیں، بعض جگہ اِهْبِطَا مِنْهَا دونوں اتر جاؤ! آیا ہے۔ حضرت امام ابن القیم کی تحقیق یہ ہے کہ: جہاں جمع کا صیغہ ہے، وہاں تینوں (آدم، حوّا اور ابلیس) مراد ہیں اور جہاں تثنیہ (دو) کا صیغہ (لفظ) ہے، وہاں صرف آدم اور ابلیس مراد ہیں، حوا تبعاً آگئی ہے۔ ان کا کہنا ہے، آدم اور ابلیس ثقلین (جن و انس) کے باپ ہیں، اور انہی دونوں کے مابین عداوت کی داغ بیل پڑی تھی، اور یہی سلسلہ ان کا آگے بھی چلا۔ جنھوں (مثلاً زمخشری) نے ان سے مراد کچھ اور لیا ہے، انھوں نے اس کی تردید کی ہے۔ تفصیل کے لیے تفسیر ابن القیم ملاحظہ ہو!

؁ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى (اگر ہماری طرف سے تمھارے پاس کوئی ہدایت پہنچے) اس سے "سلسلۂ انبیاء" وارثانِ علومِ انبیاء (علما) اور صحفِ سماوی مراد ہیں۔

انبیاء ۔ ایک روایت کے مطابق انبیاء کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار (١٢٠٠٠٠) ہے۔

قال ابوذر: قلت یا رسول اللہ! کم الانبیاء؟ قال مائة الف وعشرون الفا (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ص٥٣)

امام ابن مردویہ کی روایت کی رو سے ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

قال مائة الف واربعة وعشرون الفا (تفسیر ابن کثیر ص٥٨٥/ج١)

امام ابن حجر نے بھی ابن حبان سے یہی روایت نقل کی ہے۔ (فتح ص٣٦١/ج٦)

ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔

یا رسول اللہ! کم الرسل من ذلك (وفی روایة ابن مردویة: منهم) قال ثلث مائة

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلثة عشر جما غفيرا (زوائد ابن حبان ص۵۲)

مسند احمد میں ان کی تعداد تین سو پندرہ ہے ۔

الرسل من ذلك ثلث مائة وخمسة عشر جما غفيرا (مسند احمد، مسند ابی امامۃ)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کے سلسلے میں متعدد روایات آئی ہیں، حضرت ابو ذر، حضرت ابو امامہ اور حضرت انس ان کے راوی ہیں مگر کلام سے خالی ایک بھی روایت نہیں ہے۔ ہاں ابن حبان نے حضرت ابوذر کی روایت کی تصحیح کی ہے ۔

وقد روى هذا الحديث بطوله الحافظ ابوحاتم بن حبان البستي في كتاب الانواع والتقاسيم وقد وسمه بالصحة (ابن كثير ص۵۸۵) لیکن امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ابن جوزی نے ابراہیم بن ہشام کی وجہ سے اس کو موضوع قرار دیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ غیر واحد ائمہ نے اس راوی میں کلام کیا ہے : ولا شك انه قد تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل من اجل هذا الحديث والله اعلم (ايضاً) گویا کہ موصوف بھی اس روایت کے سلسلے میں مطمئن نہیں ہیں ۔ ہاں حافظ ابن حجر عسقلانی کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اسے قابلِ احتجاج تصور کرتے ہیں یعنی اس کی کثرت طرق کی وجہ سے ۔

ووقع في ذكر عدد الانبياء حديث ابی ذر مرفوعا انهم مائة الف واربعة وعشرون الفا الرسل منهم ثلث مائة وثلثة عشر صححه ابن حبان (فتح الباری ص۱۶۱)

نبی کا تعارف ۔ نبوت ایک رفیع منصب ہے، جو اپنی مشیت اور مرضی کے تحت اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے، اس مقام اور منصب تک رسائی، علم وکشف کے ذریعے ہوتی ہے نہ کسی ذاتی استعداد کی بدولت، اس کا تعلق جسمِ نبی سے ہے نہ اس کے عوارض سے، بلکہ اس کا تعلق اس سے بھی نہیں کہ وہ اپنے نبی ہونے کو جانتے ہیں، اصل اس کا مرجع صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ نے ان کو اس کی اطلاع بخشی ہے کہ میں نے آپ کو نبی بنالیا ہے، اس لیے اس کی وفات سے بھی اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا : قال ابن حجر:

وهي الرفعة : ما النبوة نعمة يمن بها على من يشاء ولا يبلغها احد بعلمه ولا كشفه ولا يستحقها باستعداد ولايته ومعناها الحقيقي شرعا : من حصلت له النبوة ، وليست راجعة الى جسم النبي ولا الى عرض من اعراضه ، بل ولا الى علمه بكونه نبيا بل المرجع الى اعلام الله له بانى نبأتك او جعلتك نبيا وعلى هذا فلا تبطل بالموت كما لا تبطل بالنوم والغفلة (فتح ص۳۶۱)

حضور کا یہ بھی ارشاد ہے : کہ حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہم السلام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سریانی نبی ہیں اور حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وسلم عربی نبی ہیں (موارد الظمآن ص۵۲ و ابن کثیر ص۵۸۵ ج۱ بحوالہ ابن مردویہ)

قرآن مجید میں جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء گرامی مذکور ہیں، ان کے نام یہ ہیں:-
حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسمٰعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت الیاس، حضرت الیسع، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، ذوالکفل اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وسلم (تفسیر ابن کثیر ص۵۸۵ ج۱)

حضرت خضر کے متعلق مختلف روایات ہیں، جمہور کے نزدیک وہ بھی نبی ہیں اور آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

وقال القرطبی: وھو نبی عند الجمھور والآیۃ تشھد بذلک لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یتعلم ممن ھو دونہ (فتح ص۴۳۳) اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں یا نہیں؟
حضرت امام بخاری، امام حربی، امام ابوجعفر بن المنادی، امام ابو یعلیٰ الفراء، امام ابوطاہر عبادی اور امام ابوبکر بن العربی اور ایک جماعت کے نزدیک وہ اب صفحۂ ہستی پر موجود نہیں ہیں، ہاں جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ اب بھی زندہ ہیں۔

قال ابن الصلاح: ھو حی عند جمھور العلماء والعامۃ معھم فی ذلک (فتح الباری ص۴۳۴)
خاص کر صوفیائے کرام کا اس امر پر اصرار ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں اور ان سے ان کی ملاقاتیں ہوتی ہیں، ایک واقعہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے راوی گوارا ہیں۔

روی یعقوب بن سفیان فی تاریخہ وابو عروبۃ من طریق رباح ..... ابن عبیدۃ، قال رایت رجلا یماشی عمر بن عبد العزیز معتمدا علی یدیہ فلما انصرف قلت لہ: من الرجل؟ قال رایتہ؟ قلت نعم، قال احسبک رجلا صالحا ذاک اخی الخضر لا باس برجالہ (فتح الباری ص۴۳۵)

وروی ابن عساکر فی ترجمۃ ابی زرعۃ الرازی بسند صحیح انہ رای وھو شاب رجلا نھاہ من غشیان ابواب الامراء ثم راہ بعد ان صار شیخا کبیرا علی حالتہ الاولی فنہاہ عن ذلک ایضا قال فالتفت لا کلمہ فلم ارہ فوقع فی نفسی انہ الخضر (ایضا)

روی البیہقی من طریق الحجاج بن فرافصۃ ان رجلین کان یتبایعان عند ابن عمر فقام علیھم رجل فنھاھما عن الحلف باللہ ووعظھم بموعظۃ فقال ابن عمر لاحدھما: اکتبا منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنِّی هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ہی یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ) اگر ہماری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو (اس پر چلنا کیونکہ) جو ہماری

يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر نہ تو (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح پر) آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور

النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ میں رہیں گے

فاستعاده حتی حفظها ثم تطلبه فلم یره: وکانوا یرون انه الخضر (ایضاً ص۲۳۶)

بہر حال جو اکابر ان کی ملاقاتوں اور مشاہدہ کا ذکر کرتے ہیں، ان کو آسانی سے نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت دانیال علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ (ملاحظہ ہو تصریحات ابن تیمیہ)

آسمانی کتابیں: حضرت ابوذر والی روایت میں یہ بھی ہے کہ آسمانی صحیفوں اور کتابوں کی تعداد ایک سو چار ہے (۵۰) حضرت شیث (۳۰) حضرت ادریس (۱۰) حضرت ابراہیم اور تورات کے سوا (۱۰) صحیفے حضرت موسیٰ علیہم السلام پر نازل ہوئے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک ان کے علاوہ ہیں:

قلت یا رسول اللہ کم کتابا انزله؟ قال مائة کتاب واربعة کتب، انزل علی شیث خمسون صحیفة وانزل علی اخنوخ (ای ادریس) ثلثون صحیفة وانزل علی ابراهیم عشر صحائف وانزل علی موسیٰ قبل التوراة عشر صحائف وانزل التوراة والانجیل والزبور والفرقان (موارد الظمآن ص۵۳)

لیکن اب قرآن حمید کے سوا اور کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہی، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان کی تصدیق اور تکذیب سے روک دیا ہے کیونکہ صورتِ حال کافی مشتبہ ہو گئی ہے۔

اذا حدثکم اهل الکتاب فلا تصدقوهم ولا تکذبوهم (موارد الظمآن وغیرہ ص۵۸)

۳ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا (اور جو لوگ انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے) اوپر کی سطور میں ہم نے بتایا ہے کہ ھُدًی سے مراد انبیاء اور آسمانی کتابیں ہیں، اس آیت سے بھی اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تائید ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ: انکار اور تکذیبِ آیات، عذابِ الٰہی کو دعوت دینے والی بات ہے۔

ایک انسان ایک بات کو صحیح مانتا ہے لیکن اسے اختیار کرنے سے انکار کرتا ہے، دوسرا یہ کہ انکار کے ساتھ اس بات کی حقانیت اور افادیت کی بھی تکذیب کرتا ہے۔ یہ دوہرا اور سنگین جرم ہے۔ اس لیے فرمایا کہ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ کیونکہ جو ٹیڑھے چلتے ہیں، ان کے بل آگ کی اسی بھٹی میں نکل سکتے ہیں۔ ان کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ باقی رہی اصحاب النار (دوزخیوں) کی پوری تفصیل؟ سو وہ کسی اور موقع پر پیش کی جائے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ:

خطاء کے سرزد ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو خود ہی "آدابِ معذرت" سکھائے، جب انھوں نے اس زبان میں اللہ کے حضور میں اپنی معذرت پیش کی تو وہ فوراً قبول کر لی گئی، کیونکہ اللہ اسے کبھی نہیں ٹھکراتا جو چل کر اس کے "در" پر حاضر ہوتا ہے اور گڑگڑا کر معافی مانگتا ہے۔ اور یہ محض اس کے رحم کا تقاضا ہے۔ کسی کا قرض نہیں دینا۔ تاہم ان سے کہا گیا کہ آپ اب یہاں سے تشریف لے جائیں، ہاں اگر میری طرف سے نبی اور کتاب کبھی تمھارے پاس پہنچ جایا کرے تو جو اس کی اطاعت کرے گا اس کے لیے اسے وہی جنتِ گم گشتہ پھر مل جائے گی۔ لیکن جو لوگ انکار و جحود اور تکذیب کی راہ اختیار کریں گے انھیں دوزخی سمجھیے اور وہ آخر کار آگ کا ہی ایندھن بنیں گے۔

فقہ القرآن۔ اس رکوع سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہو سکتے ہیں۔

۱۔ خلقِ خدا کے رشد و ہدایت اور فلاح و صلاح کے لیے کار جہاں بانی "نری اللہ ہو" کہنے سے کہیں بہتر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے، جب خلیفہ سے اسلامی ریاست کی سربراہی مراد لی جائے۔ (قال انی اعلم مالا تعلمون)

۲۔ باقی رہیں انسان کی غلط کاریاں؟ گو وہ بری اور مضر ہیں تاہم انسان کو ان سے منزہ اور پاک پیدا نہیں کیا گیا اور نہ وہ غیر متوقع ہیں (اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء، الآیۃ) لیکن اس کے باوجود اس کی افادیت کا پہلو غالب ہے، اور کارگاہِ حیات کی اس کشمکش میں اس کی صلاحیتوں سے جو متوقع ہے، اس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ساری مخلوق میں انسان خدا کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ اور جو تخریبی عنصر اس کے خمیر میں پوشیدہ ہے، وہی دراصل اس کی عظمتوں کا امین بھی ہے، اور متناقض الخواص کا یہ عظیم تیلہ اپنے انہی متناقض خواص کے باہمی تزاحم اور کشاکش کی وجہ سے زندہ اور روز افزوں تابندہ ہے، اس لیے اسلام میں ترکِ دنیا کوئی نیکی نہیں، نیکی یہ ہے،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بحرِ حیات کے مگرمچھوں میں رہ کر اپنی کشتیٔ حیات کو سلامتی سے پار لے جائے۔ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ صرف انسان کی بات نہیں بلکہ پوری کائنات اسی تزاحم اور کشاکش کا ہی نام ہے۔ اور وہ ایک ایسا سٹیج ہے جس پر متناقض الخواص کے حامل بھی پتلے ہر وقت ایکٹ کر رہے ہیں چونکہ ملائکہ کا استعجاب انسان بلکہ خدا تعالیٰ اب جو دنیا بسانا چاہتے تھے، اس ساری کائنات کے اسی نکتہ اور خاصہ سے بے خبری کا نتیجہ تھا۔ اس لیے اس پیرائے سے کہا گیا کہ جو میں جانتا ہوں، اس کا آپ کو ہوش نہیں: انی أعلم ما لا تعلمون۔

۳۔ انسان کی عظمت کا دوسرا راز اس کی آگہی ہے کہ اسے دانائے راز بنایا گیا ہے، ان کی حقیقت بین نگاہ اور مزاج شناس قلب و دماغ صرف کیمرے نہیں بلکہ تسخیر اور تخلیق کی قوتوں سے آراستہ بھی ہیں، اس دنیا نے بیکراں میں اس چھوٹے سے پتلے کی صلاحیتیں اس سے بھی وسیع تر اور بیکراں ہیں اس لیے آپ دیکھ رہے ہیں کہ انسان کے دائرۂ عمل کی وسعتوں نے زمین و آسمان کی حدود و فراموش وسعتوں پر کمندیں ڈال کر انھیں روند ڈالا ہے۔ اس کے برعکس نورانی فرشتوں کی نورانی مشعلیں، مفوضہ امور سے پرے تھکی ماندی، بجھی بجھی سی اور درماندہ سی دکھائی دیتی ہیں۔ ملاحظہ ہو آیت علّم آدم الاسماء کلھا اور لا علم لنا الا ما علمتنا۔

۴۔ آسمان و زمین کے سارے غیوب پر نگاہ صرف ربِ دانائے راز کی ہے، اس میں دوسرا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ (انی اعلم غیب الآیۃ)

۵۔ انسان ملائکہ سے افضل ہے۔ تَسْجُدُوا لیکن اس کے باوجود اس کی رہنمائی اور وحی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا (فاما یاتینکم منی ھدی) ورنہ آزار دہ انجام سے دوچار ہوگا (اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّار)

۶۔ غالب اکثریت جس کی مخاطب ہوتی ہے، اس میں شامل اقلیت خود بخود آجاتی ہے الا یہ کہ استثناء کی اس میں کوئی دفعہ رکھ دی جائے۔ (الا ابلیس)

۷۔ خدا کے حضور، اس کے احکام کے سامنے "فلسفے چھانٹنا" ابلیس اور اس کی ذریت کا شیوہ ہے خدا کے بندوں کا نہیں (ابی واستکبر)

۸۔ جنت، مرنے سے پہلے بندوں پر حرام نہیں ہے (اسکن انت و زوجک الجنۃ) لیکن اس کے باوجود اب اس کا مکین تشریعی احکام سے اونچا نہیں چلا جاتا (ولا تقربا ھذہ الشجرۃ) اسی طرح مرنے سے پہلے بہشت میں داخلہ، ابدی داخلہ نہیں بن جاتا (قلنا اھبطوا)

۹۔ دنیا اور اس کا قیام عارضی ہے، اور یہ ایک خاص نقطۂ فنا کی طرف بڑھ رہی ہے (متاع الی حین)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ